# پروفیسر عبدالرشید غنی مرحوم کی یاد میں

محمد شریف خان، فلاڈلفیا، امریکہ

مکرم پروفیسر عبدالرشید غنی صاحب مرحوم ہندوستان کے شہر انبالہ میں 16 ستمبر 1934 کو مکرم بابو عبدالغنی صاحب امیر جماعت کے گھر پیدا ہوئے۔ بابو صاحب نے 1909 میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ جبکہ آپ کے نانا حضرت چوہدری سر بلند خان صاحب اور نانی حاکم بی بی صاحبہ دونوں صحابی تھے۔ اور انہیں حضرت مرزا شریف احمد اور حضرت بوزینب صاحبہ کی خدمت کی توفیق ملی۔

پارٹیشن کے بعد یہ گھرانہ لودھراں شفٹ ہوگیا۔ جب آپکی عمر چھ سال تھی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ آپ نے میٹرک لودھراں سے، F.Sc. اور B.Sc 1956 میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے کیا اور فزکس میں ڈیماسٹریٹر کی حیثیت سے کام شروع کردیا۔ آپ اس وقت اپنے نام کے ساتھ "انبالوی" کا لاحقہ استعمال کیا کرتے تھے اور ایف ایس سی کے دوران ہمارے فزکس میں ڈیمانسٹریٹر تھے۔ آپ کے پیارو محبت اور محنت سے سمجھانے کے سادہ انداز کے باعث آپ ہمارے چہیتے استادوں میں سے تھے۔ آپ کی محنت کے باعث ہمیں روشنی کے انعکاس اور انعطاف جیسے دقیق اصول جومیٹرک کے دوران ہمارے سر کے اوپر سے گزر جاتے تھے، کو عملی ثبوط کے ساتھ سمجھنے میں مدد ملی۔ آپ ہر طالب علم کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے اور جب کلاس سے باہر ملاقات ہوتی تو مسکراتے ہوئے چہرے سے سلام اور حال پرسی میں پہل کرتے۔ ہم اگر مزاق کرتے تو خوب enjoy کرتے۔ اور احسن پرائے میں جواب دیتے۔

والد صاحب کی وفات کے بعد اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک رہا۔ آپکی زیرنگرانی اور رہبری میں بہن نے بی اے، بی ایڈ کیا اسکی شادی کی جبکہ آپکے دونوں چھوٹے بھائیوں مکرم ڈاکٹر عبدالشکور صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب نے تعلیم الاسلام کالج سے ایف ایس سی کرنے کے بعد ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کی اور اب کنیڈا میں settled ہیں۔

مجھے شاگردی اور پھر ساتھ پڑھانے کے عرصے کے دوران رشید صاحب کے ساتھ بارہا جلسہ ہائے سالانہ کی ڈیوٹی کالج ہال میں ضلع سرگودہا کی جماعتوں کی مہمان نوازی سے لیکر مکانات، معلومات، گوشت وغیرہ میں دینے کا موقعہ ملا۔ آپ ڈیوٹی پر وقت سے دس منٹ پہلے پہنچ جاتے۔ لیٹ آنے والوں کو محبت سے مسکراتے ہوئے سرزنش کرتے۔ ہر کوئی آپ سے ہر قسم کی بات بلاجھجک کرلیتا، کسی بات کا برا نہ مناتے۔

میں 1959 میں پڑھائی کے سلسلے میں لاہور چلا گیا، جب استاد کے طور پر 1963 میں تعلیم الاسلام کالج جائن کیا تو پروفیسر رشید صاحب پشاور یونیورسٹی سے 1961 میں حساب میں ایم ایس سی کرکے آچکے تھے اور "انبالوی" سے " غنی " بن چکے تھے، آپ کے چہرے پر وہی پُرکیف محبت سے بھری ہوئی کھیلتی مسکراہٹ مزید نکھر آئی تھی۔ اب تو اکثر سٹاف روم اور بیالوجی روم میں ملاقات ہونے لگی، colleague ہونے کے ناتے آپ کی وسعتِ قلب اور معمولاتِ زندگی سے مزید آگاہی ہوئی۔

کالج میں پڑھانے کے علاوہ رشید صاحب نے مختلف حیثیتوں وائس پرنسپل سے لیکر کنٹرولر امتحانات، رجسٹرار، نگران لائبریری وغیرہ کے کام خوش اصلوبی سے ادا کیئے۔ آپ حسنِ اخلاق کے باعث اساتزہ اور طلباء میں ہر دلعزیز تھے۔ آپ کالج ہاکی کلب کے انچارج تھے۔ یہاں مجھے لطیفہ یاد پڑتا ہے۔ جب ڈاکٹر عبدالسلام لندن میں اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ پیش کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور واپس آئے تو ستم ظرف کالج والوں نے انہیں کالج کی فٹ بال ٹیم کا انچارج بنادیا! میرے خیال میں میتھ، ہاکی اور فٹ بال میں کسی بھی فارمولے سے قدرِ مشترک ڈھونڈی نہیں جاسکتی!

**علمی اور قلمی ذوق:** کالج میں ریاضی جیسے دقیق مضمون کی تدریس کے علاوہ آپ کا علمی ذوق وسیع تھا، جس کی غمازی آپ کے وہ متعدد مضامین کرتے ہیں جو الفضل میں گاہے بگاہے اسلام اور سائینس کی طرح کے دقیق موضوعات پر چھپتے رہے۔ وراثت کے متعلق اسلامی قوانین پر کسی اچھی مستند کتاب کی مدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ جس زمانے میں فضل عمر فاؤنڈیشن نے علمی مقالہ جات پر انعام کا علان کیا مرحوم رشید صاحب نے اسلام کے وراثتی نظام پر مبسوط مقالہ لکھ کر پیش کیا، اور انعام کے مستحق ٹھہرے۔ یہ مقالہ کتابی شکل میں چھپا اور ملک کے مختلف لاء کالجوں اور جامعات کے نصاب میں ایک عرصے تک شامل رہا۔ اس کے سرسری مطالع سے مصنف کی عرق ریز محنت کا پتا چلتا ہے۔ اس میں آپ نے قرآنِ کریم، احادیث اور جماعتی لٹریچر کے گہرے مطالع کا نچوڑ پیش کردیا ہے۔ اس سکیم کے تحت اغلباً تعلیم الاسلام کالج کے سٹاف میں پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب پہلے تھے جنہوں نے اپنے مقالے خلا کی تسخیر پر انعام جیتا تھا۔ رشید صاحب نے بچوں کی تربیت کے سلسلے میں ایک رسالہ "نماز " شائع کیا جس میں نماز سے متعلقہ تمام معلومات یکجا کردیں تھیں۔

**جماعتی خدمات:** رشید صاحب مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کے ساتھ ہر وقت جماعت کی خدمت کے لیئے کمربستہ رہتے تھے۔ اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ باقائدگی سے نمازِ تہجد کے لیئے اٹھتے اور کوشش سے نمازیں باجماعت ادا کرتے، اور بچوں کو بھی نماز کی تلقین

کرتے۔نمازِ فجر کے بعد صحن میں بلند آواز سے تلاوتِ قرآن کریم کرتے۔درود شریف کا ورد کرتے ہوئے اپنے والدین،بچوں اور عزیز و اقارب کے لیئے دعائیں کرتے۔آپکا یہ معمول آخر عمر تک قائم رہا۔اللہ تعالیٰ مرحوم کی سب دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے،آمین۔

آپ کی سالہا سال پر پھیلی خدمات جو 1961 سے لیکر 2004 تک مجالس مرکزیہ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی تاریخ میں پھیلی ہوئیں ہیں،کو دیکھتے ہوئے میں حیران ہوتا ہوں کس طرح ملازمت اور بڑی عیالداری کے ساتھ ان گوناگوں فرائض کے ساتھ ان اہم خدمات سے عہدہ برا ہوتے ہوں گے۔ آپ ان مجالس کی عاملہ میں بھی رہے۔قائد مال انصار اللہ اور مجلس افتاء اور قاضی بورڈ کے کافی عرصہ ممبر رہے۔

جب موقعہ ملتا سلسلے کی ہر طرح کی خدمت کے لیئے حاظر رہتے۔رشید صاحب نے میرے خیال میں گھوڑا چھوڑ کبھی تانگے کی سواری بھی نہیں کی ہوگی۔ میں نے تو انہیں کالج میں 36 سال کے دوران سائیکل پر ہی آتے جاتے دیکھا ہے، لیکن آپ کی عقیدت دیکھیئے،جن دنوں ربوہ میں گھڑ دوڑ ہوا کرتی تھی، آپکی نگرانی میں قصرِ خلافت سے کھوڑے میدان میں لے جائے جاتے تھے!

1994 میں کالج سے ریٹائیر ہونے کے بعد آپکا تقرر ایڈیشنل وکیل المال اول تحریک جدید ہوا،اس عہدہ پر آپ کو 2003 تک کام کرنے کے توفیق ملی۔تحریک جدید اور الفضل کی خریداری کے سلسلے میں آپ نے متعدد جماعتوں کے دورے بھی کیئے۔آپ محنت اور لگن سے کام کرنے کے عادی تھے۔ جس شعبہ میں آپ نے کام کیا وہاں کے کارکنان کے ساتھ تعاون اور خوش خلقی کی فضا قائم رکھی۔اور جو بھی خدمت سپرد ہوئی اسے نیک نیت سے ادا کیا۔

**اوصافِ حمیدہ:** تعلیم الاسلام کالج کے اساتزہ میں سے ویسے تو ایک سے ایک بڑھ کر تھا، مگر رشید صاحب اپنے شاگردوں کے ساتھ خاص منفرد انداز کی شفقت سے پیش آتے۔ہوسٹل میں سالانہ فنکشن بڑی تیاریوں اور شان سے منایا جاتا تھا۔ کالج کے طلباء اپنے اساتزہ سے شکوے شکایتیں اس طرح اشاروں و کنایوں میں کرتے کہ حاضرین اور متعلقہ استاد بے ضرر قسم کے مزاق کو بہت انجائے کرتے اور محفل کشتِ زعفران بن جاتی۔قدرتی طور پر رشید صاحب کی آواز کا زیروبم بات کرنے کے دوران بدلتا رہتا تھا۔اسی قسم کی ایک محفل میں آپ کے ایک ستم ظریف شاگرد نے "بوجھو تو جانے" کے سلسلے میں مندرجہ ذیل شعر کے دوسرے حصے کو آواز کے بدلتے ہوئے زیروبم سے پڑھا:

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک ایک شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

محفل تو کیا کشتِ زعفران بننا تھی، رشید صاحب نے قہقہ لگاتے ہوئے پڑھنے والے کو آگے بڑھ کر گلے لگا لیا!

آپ کو اپنے شاگردوں سے ایک طرح کی محبت ہو جاتی تھی۔بعض اوقات گھنٹی بج جانے کے بعد ہاتھ میں رجسٹر پکڑے ہوئے ہوسٹل کی طرف جاتے لڑکوں کو کہتے فلاں کمرے میں فلاں لڑکے کو جا کر پیغام دے دو کہ اسکی میتھ کی کلاس شروع ہوگئی ہے!

میں انکے وائس پرنسپل کے کمرے میں اکثر چلا جاتا۔ مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی رہتیں۔شادی کو آواز دیتے، اپنے لیئے چائے کا آرڈر دیتے،میں چائے نہیں پیتا تھا میرے لیئے پکوڑے منگواتے۔یہی مہمانوازی گھر میں بھی چلتی کئی بار گھر جانے کا اتفاق ہوا ہمیشہ خندہ پیشانی اور مہمانواز پایا۔شادی اور دوسرے کارکنان سے ہلکا پھلکا مزاق چلتا رہتا،اکثر انہیں چائے پلواتے۔میں نے کسی طالب علم،کارکن یا ہمکار کو آپکی شکائت کرتے نہیں سنا۔ مختلف الطبع لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے، بڑا امتحان ہوتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ یکساں مزاج سے ملا جائے،مگر رشید صاحب بڑے سکون اور اطمینان سے ہر ایک کو خندہ پیشانی سے ملتے۔ نہ کبھی کسی سے شکوہ،شکائت، لڑائی نہ جھگڑا،ہمیشہ صلح و اطمینان سے سلوک رکھا۔

کالج کے nationalized ہونے کے بعد حالات یکسر بدل گئے تھے، اس پیار اور خلوص سے عاری ماحول میں رشید مرحوم جیسے مخلص چہرے احمدی طلباء کے لیئے سہارا بنے رہے۔جنہوں نے اس متعصب ماحول میں طلباء کے جائز حقوق کے لیئے پرنسپل سے رابطہ قائم رکھا اور حکمت سے طلباء کی پشت پناہی کی۔اپنے کیا غیر بھی مرحوم کے اس اخلاص کے قائل تھے۔

گھر میں ہدائت تھی کہ نوکروں سے شفقت سے سلوک کیا جائے،ان کے کھانے پینے کا خیال کرنے کا کہتے، اگر کوئی چوری کرتا، اسے شفقت کے ساتھ معاف کر دیا جاتا۔

**شادی اور اولاد:** آپ کی اہلیہ محترمہ امتہ السمیع صاحبہ بنت چوہدری وزیر محمد صاحب حضرت مولانا جلال الدین شمس مرحوم کی بھانجی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے رشید صاحب کو دو بیٹوں اور سات بیٹیوں سے نوازا۔سب بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور ہر ایک نے اپنے والد کی خوش طبعی سے حصہ لیا ہے۔جماعت سے منسلک اور خادم ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب شادی شدہ ہیں اور صاحبِ اولاد ہیں۔ کنیڈا اور امریکہ میں settled ہیں۔

**وفات:** رشید صاحب مرحوم کو بلڈ پریشر اور سانس کی تکلیف رہنا شروع ہوگئی تھی،ایک بار دل کے دورے سے بیمار بھی ہوئے۔کالج سے ریٹائر ہونے کے بعد جماعتی ڈیوٹیوں میں ہمیشہ کی طرح مستعد رہے۔کمزوری بڑھ رہی تھی۔ آخر اللہ کا یہ خادم بندہ 29 مارچ 2004 کو 70 سال کی کامیاب زندگی گزارنے کے بعد اپنے مالک کے خدمت میں جا حاظر ہوا،اور بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

احباب سے مرحوم پروفیسر رشید غنی صاحب کے بلندیء درجات کے لیئے دعا کی درخواست ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو اپنے مرحوم والد کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی والدہ محترمہ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

☆☆☆